پروفیسر ڈاکٹر نزہت عباسی

اردو کا پہلا افسانہ۔ایک جائزہ

The short story came into being as a result of the detailed length of the narrative and novels along the engrossment of man in daily life. The history of Urdu short story is based on a century. Under the influence of the west the genre of prose started in the late 19th century and early 20th century. This era comprised of different changes based on intellect, social, cultural and political aspect. Under Sir Syed's movement different genres reached their development. The era of narration and the trend of fantasy which was present in it came to an end. It was replaced by the relatives of life. Especially the novel and short stories brought forth the relief of life in front of us. With all its technical specialties the Urdu short history made its path. Yaldram, Prem Chand, Rashid Ali Khairi are important names in Urdu literature, whose short stories have the aspect of spiritualism and reality.

افسانہ کو داستان اور ناول کی طوالت اور انسانی زندگی کی مصروفیات نے جنم دیا۔ زندگی کی کشاکش اور بڑھتے ہوئے مسائل نے انسان کو ہر کام مختصر ترین مدت اور تیز ترین رفتار سے کرنے کا عادی بنادیا۔ اس کے پاس رک کر ٹھہر کر اطمینان و سکون سے بیٹھ کر پڑھنے کیلئے وقت نہ رہا۔ پھر اس کی دلچسپی کی چیزیں بھی نئے نئے رنگ اختیار کرتی رہیں۔ فوری طور پر بات کے ابلاغ اور تاثر کو بھی اہمیت حاصل ہوتی رہی اختصار، ابلاغ اور تاثر نے بلاشبہ افسانے کو مقبول ترین صنف نثر بنانے میں اہم کام کیا۔ ساتھ ہی اس کے ذہنی اور جذباتی انبساط کا بھی سامان مہیا کرنا ضروری تھا۔ عہد حاضر کے بدلتے ہوئے حالات اور مسائل کے گراں بارنے افسانے کے قاری کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ افسانے کیلئے مختصر افسانہ طویل افسانہ اور مختصر طویل افسانے کی مختلف صورتوں کو سامنے لایا گیا۔ جن میں افسانہ نگار اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے اعتبار سے زندگی کے پیچ و خم اور نشیب و فراز کو پیش کرتا ہے۔ افسانے کے ساتھ اختصار کے لفظ کو مماثل سمجھا جاتا ہے اسی خیال کے تحت افسانے کی تعریف متعین کرتے ہوئے مفکرین اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ اس کے مطالعے کیلئے ایک گھنٹہ درکار ہو اور الفاظ کا غیر ضروری استعمال بھی نہ ہو۔ افسانے میں

افسانہ نگار کے تجربات، احساسات اور کیفیات کے اظہار اس انداز سے ہونا چاہئے کہ قاری خود اپنے آپ کو اس میں شامل سمجھے اور بھرپور اثر قبول کرے۔ جیدوا گو سٹیبنی کا کہنا ہے کہ:

افسانہ مفرد جذبے یا ڈرامائی الفاظ میں اس طرح مجسم کرتا ہے کہ پڑھنے والا صورت ، واقعہ میں ذاتی شرکت سے سر شار ہو اور یوں وہ زندگی کے عمل و تحریک کو محسوس کرنے لگتا ہے۔(۱)

یعنی افسانے کا براہ راست اثر قاری کو اپنی زندگی سے محسوس ہو تا اور اسے پڑھ کر اس کی اپنی زندگی میں بھی تبدیلی محسوس ہو۔سریگ ولیول کا کہنا ہے کہ:

"مختصر افسانے کو افسانہ ہی ہونا چاہئے یعنی واقعات اور حادثات کا مجموعہ جس میں حرکت تیز ہو ، ارتقا غیر متوقع ہو اور قصہ ایک غیر یقینی کیفیت سے گزرتا ہوا نقطہ نظر تک پہنچے اور اطمینان بخش اختتام کا حامل ہو"۔(۲)

افسانے میں معروضیت کے ساتھ ساتھ موضوعیت پائی جاتی ہے۔افسانے کے واقعات حقیقی اور منطقی ہوتے ہیں۔افسانے کا تعلق نفسیاتی عمل سے ہوتا ہے جس میں افسانہ نگار اپنی خواہشات کا عکس بھی شامل کر دیتا ہے۔ حقیقی واقعات کے ساتھ ساتھ مصنف کی اپنی سوچ اور خیال آرائی افسانے کو فکشن میں شامل کرتی ہے۔اگر افسانہ صرف حقیقی واقعہ پر مشتمل ہو تو یہ افسانہ نہیں تاریخ سمجھا جائے گا۔۔ خیال کی رنگ آمیزی بھی افسانہ کو تاریخ کے بجائے ادب کا حصہ بنا دیتی ہے۔افسانہ میں نفسیاتی جذباتی ، طبقاتی معاشرتی پہلوئوں کو اجاگر کیا جاتا ہے اور یہ اندازہ سادہ اور عام فہم ہوتا ہے ، قاری افسانہ نگار کے ساتھ اس کے تمام تجربات کو برتتااور نشیب و فراز کے ساتھ ساتھ طے کرتا ہے۔ افسانہ میں جمالیات اور حسن آفرینی اسے قاری کیلئے قابل توجہ بناتی ہے ، ساتھ ہی حقائق زندگی کا باعث ہے۔ افسانے میں موجودواقعہ اور کرداروں میں وہ خود کو تلاش کرتاہے۔اس میں اسے اپنی زندگی سے ربط محسوس ہوتا ہے۔افسانہ میں انسانی شخصیت اور فطرت آہستہ آہستہ بے نقاب ہوتی ہے۔واقعات تسلسل کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ان میں تحیّر کا سامان ہوتا ہے۔ حقیقی زندگی ، جذبات ، خیالات اور نفسیات کا عمل دخل اختصار کے ساتھ افسانے کی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے۔ تجربہ تاثر انداز بیان افسانے کے بھرپور اظہار کا نام ہے۔ڈاکٹر اختر اورینوی کی رائے ہے کہ:

"ایک اچھا افسانہ ایک کامیاب ڈرامے کی طرح معجزہ ہے ایجاز کے باوجود اختصار کے فنی حیثیت سے وہ ایک حسن کامل ہو تا ہے اور اپنے حسن و تکمیل کی وجہ سے ناظرین کیلئے ذہنی مسرت کا سامان"۔(۳)

افسانے میں کوئی خاص واقعہ، کردار احساس، جذبہ ، تاثر یا کوئی اصلاحی نکتہ بیان کیا جا تا ہے جو پڑھنے والے کو لطف و انبساط سے آشنا بھی کرے اس پر گہرا تاثر ڈالے اور ایک چونکا دینے والی کیفیت پیدا ہو۔اختصار اور ایجاز کے ساتھ ساتھ سادگی اور حسین ترتیب و توازن کی بھی خصوصیات موجود ہونی چاہئیں۔افسانے کا مقصد محض تفریح طبع نہیں ہوتا بلکہ وہ حیات انسانی کا بہترین عکاس ہوتا ہے اور زندگی پر ایک تنقیدی نظر ڈالتا ہے۔ہماری زندگی کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوئوں کو اجاگر کرتا ہے۔ابتدا میں افسانے کی تکنیک میں اتحاد زماں و مکاں ، اتحاد عمل اور اتحاد کردار کی پابندیاں تھیں مگر آج کے زمانے میں ان لوازمات کی زیادہ پابندی نہیں کی جاتی۔افسانے کے تاثر کو بنیادی اہمیت دی جارہی ہے۔افسانے کے مختلف حصوں کا آپس میں مربوط ہونا بے حد ضروری ہے۔آغاز سے لے کر انجام تک ایک تسلسل ہونا چاہیے۔ایک واقعہ کا دوسرے واقعے سے لازمی تعلق ہونا ضروری ہے جو کہ منطقی نتیجہ کو جنم دیتاہے۔افسانے کے موضوعات میں زندگی کی طرح تنوع اور پھیلاؤہے۔انفرادی اور اجتماعی زندگی کی عکاسی اسکا مقصد ہے۔اس سلسلے میں افسانے کا عنوان افسانے کے تاثر میں اضافے کا باعث ہے۔پلاٹ کو بھی افسانے میں بنیادی اہمیت حاصل ہے واقعات کی فنی ترتیب یعنی آغاز وسط اور انجام میں منطقی ربط و تسلسل ضروری ہے۔اردو میں مختصر افسانہ نگاری کے فن نے بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں جنم لیا عام طور پر پریم چند کو بانی تصور کیا جاتا ہے۔زیادہ تر نقاد اسی بات پر متفق ہیں لیکن کچھ لوگوں کی رائے مختلف ہے مثلاً اختر انصاری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

"پریم چند سے پہلے ماسٹر پیارے لعل کے قلم سے تین افسانے وجود میں آچکے تھے۔جن میں کم سے کم ایک افسانہ من سکھی اور سندر سنگھ کا قصہ ضرور ایسا تھا جو بڑی حد تک جدید مختصر افسانے کے فنی اوصاف سے متصف تھا۔یہ شاید اردو کا پہلا مختصر افسانہ تھا۔لیکن ماسٹر پیارے لعل یا ان کے افسانے کسی تحریک یا روایت کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوئے اس لیے لا محالہ پریم چند ہی اردو مختصر

افسانے کے بانی قرار پائے ہیں۔(۴)

پریم چند سے پہلے نشتر اور کچھ اور طویل مختصر افسانے لکھے جاچکے تھے۔جن کو اس دور میں ناول کی صنف میں شمار کیا جا رہا تھا۔پریم چند کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۸۹۸ سے ہوتا ہے انہوں نے ابتداناول نگار ی سے کی۔۱۹۰۱ میں ان کا ناول "پرتاب چندر " اور ۱۹۰۴ میں "ہم خرما و ہم ثواب" شائع ہوا۔پریم چند کی افسانہ نگاری کا آغاز ۱۹۰۷ سے ہوتا ہے۔ان کا پہلا افسانہ "دنیا کا سب سے انمول رتن " ہے جو ۱۹۰۷ زمانہ (کانپور) سے شائع ہوا۔اسی سال ان کے پانچ افسانوں کا مجموعہ سوز وطن پریس کانپور سے شائع کیا گیا۔یہ ان کے سفر کی ابتدا تھی جس کا اختتام کفن جیسے معرکتہ الارا افسانے پر ہوا۔پریم چند کے مختصر افسانوں کی تعدا د خاصی ہے۔ابتدائی افسانوں میں قدیم داستانوی رنگ نمایاں تھا۔شروع میں فنی ناپختگی اور افسانوی تکنیک سے لا علمی کی مثالیں ملتی ہیں۔ابتدا سے لے کر اپنے افسانوی دور کے اختتام تک پریم چند کے افسانوں میں کچھ خصوصیات نمایاں نظر آ تی ہیں۔مثلاً مواد کی سماجی نوعیت ، موضوع سے سچی اور گہری واقفیت اور غایت و مقصد میں حقیقی خلوص۔اردو کے علاوہ بعض دوسرے ہندوستانی زبانیں انیسویں صدی ہی میں مختصر افسانے کے فن سے واقف ہوچکی تھیں۔بنگالی زبان میں ٹیگور اور سرت چند چٹرجی جیسے عظیم افسانہ نگار منظر عام پر آچکے تھے۔ظاہر ہے کہ اردو کی دنیا ہم عصر دیگر زبانو ں کی تخلیقات سے زیادہ دنوں تک نا آشنا نہیں رہ سکتی تھی پھر مغرب میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کی انیسویں صدی کے سکون سے نکل کر بیسویں صدی کے صنعتی دور میں داخل ہو چکی تھی۔زندگی کے مختلف شعبوں میں تبدیلیاں رو نما ہو رہی تھیں۔

ادبیات کی دنیا بھی نئے رجحانات کی پذیر ائی پر آمادہ اور نئے زمانے کی خوش آئند تبدیلیوں کو اپنے دامن میں جگہ دینے میں مستعد نظر آ تی تھیں۔شعر و ادب نے جن نئے اسالیب ، انسان کیلئے اپنے دروا کیے ان میں جدید مختصر افسانہ بھی تھا۔پریم چند نے ٹیگور کی کہانیاں انگریزوں سے ترجمہ کیں اسی زمانے میں سلطان حیدر جوش کی افسانہ نما تحریر یں بھی رسائل میں چھپنا شروع ہو چکی تھیں۔جو کہ اصلاحی تھے اور نذیر احمد کے ناولوں کے خلاصے معلوم ہو تے تھے۔یلدرم کا طبع زاد افسانہ "غربت وطن" ۱۹۰۴ میں شائع ہوا۔انہوں نے مختلف ترکی افسانوں کو اردو زبان میں منتقل کیا اور ایک خاص رومانی اسلوب کی ابتدا کی۔یعنی اردو افسانے کا آغاز یلدرم کی رومانیت اور پریم چند کی حقیقت نگاری سے

ہوا۔ یہ دونوں اسالیب ساتھ ساتھ چلتے رہے۔انور سدید نے اپنی کتاب "اردو کی مختصر تاریخ " میں اس سے بحث کی ہے کہ اردو کا پہلا افسانہ نگار کون ہے۔

"پریم چند کی ابتدائی کہانیاں چونکہ ترجمہ تھیں اس لیے انہیں خود پریم چند نے بھی اہمیت نہیں دی۔ اپنی آپ بیتی میں پریم چند نے "دنیا کا سب سے انمول رتن " کو ۱۹۰۷ میں شائع ہوا اپنا پہلا افسانہ شمار کیا۔لیکن انہوں نے رسالہ زمانہ کا ماہ اشاعت نہیں دیا۔ڈاکٹر قمر رئیس، ڈاکٹر گوئنکا اور مانک ٹالہ کی تحقیق کے مطابق پریم چند کی دستیاب تخلیقات میں پہلی مطبوعہ کہانی "روٹھی رانی"ہے جو اپریل مئی اور اگست ۱۹۰۷ کے زمانے میں شائع ہوئی۔پریم چند نے سوز وطن کی اشاعت کا سال بھی ۱۹۰۹ بتایا ہے حالانکہ یہ کتاب جون ۱۹۰۸ میں شائع ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ پریم چند نے دستاویزات دیکھے بغیر اپنی یادداشت پر انحصار کیا ہو گا اور یہ کہنا درست ہے کہ پریم چند کی پہلی کہانی دنیا کا سب سے انمول رتن نہیں بلکہ روٹھی رانی ہے"۔(۵)

خیالستان کے افسانے ترکی زبان کے تراجم پر مشتمل ہیں ، پطرس بخاری نے داخلی شہادتوں کی بنا پر ظاہر کیا کہ:

"یہ تراجم دراصل تقریباً طبع زاد تخلیقات ہیں اور جیسا سمجھا جاتا ہے کہ ان سے کہیں زیادہ اوریجنل واقع ہوئے ہیں ۔(۶)

ڈاکٹر معین الرحمٰن پطرس بخاری کی رائے سے متفق ہیں۔

"یلدرم نے خلاقانہ ذہن سے کام لے کر ان افسانوں کو معلوم و مانوس اشخاص و معاشرت اور منظر و پیش منظر کے ایسے رنگ و آہنگ میں پیش کیا کہ ان ترجموں پر (اگر یہ واقعی ترجمے ہیں) آزاد ترجموں سے بڑھ کے کہیں طبع زاد ہونے کا گمان ہوتا ہے"۔(۷)

"سجاد حیدر یلدرم نے خیالستان میں اس کا اظہار کیا ہے کہ ان کا افسانہ" غربت و طن-" اردوئے معلی میں اکتوبر ۱۹۰۶ میں شائع ہو چکا تھا"۔(۸)

اس بیان کی روشنی میں غربت وطن پریم چند کے افسانے روٹھی رانی سے پہلے کا افسانہ ثابت ہو جاتا ہے اور یلدرم اردو کے پہلے افسانہ نگار قرار پا جاتے ہیں"۔[۹]

ڈاکٹر معین الرحمٰن نے یلدرم کے ایک قدیم افسانے نشہ کی پہلی ترنگ کی نشاندہی بھی کی ہے جو اردو معلی میں اکتوبر ۱۹۰۰ میں شائع ہوا ہے۔ معین الرحمٰن نے اس افسانے کے بارے میں لکھا ہے کہ۔

"اب تک کے مطالعے کے مطابق اسے اردو کا اولین افسانہ کہا جا سکتا ہے" ۔[۱۰]

انور سدید کا مزید کہنا ہے کہ:

نشہ کی پہلی ترنگ کے بارے میں بھی یہ فیصلہ کرنا ممکن نہیں کہ یہ طبع زاد ہے یا اس میں استفادہ کا عمل شامل ہے--------چونکہ خارجی طور پر اس کی مستند شہادت دستیاب نہیں اس لیے ہماری نظر" غربت وطن" پر ہی پڑتی ہے۔جسے خود یلدرم نے طبع زاد قرار دیا ہے اور یہ افسانہ چونکہ پریم چند کے پہلے افسانے سے تقریباً ایک سال پہلے چھپ چکا تھا اس لیے اسے اردو کا پہلا طبع زاد افسانہ اور یلدرم کو پہلا افسانہ نگار تسلیم کرنا مناسب ہے۔[۱۱]

اردو میں مختصر افسانہ انگریزی زبان کے ذریعے وجود میں آیا۔اس کے ابتدائی تجربے امریکی افسانہ نگار نتھینیل ہاتھورن اور ایڈ گرایلن پونے کیے تھے۔روس میں اسے ترقی ملی اور چیخوف کے ساتھ ساتھ موپساں نے اس کو فن کا درجہ دیا۔اردو میں مختصر افسانہ کی تاریخ بکھری ہوئی ہے۔اس کا قدیم رشتہ کہانی اور داستان کی روایت سے ملتا ہے لیکن اسے زیادہ ترقی اس وقت ملی جب اردو صحافت کے فروغ کے دور میں رسائل میں انگریزی تراجم کی ضرورت محسوس ہوئی اور ان کی اشاعت کا وسیع سلسلہ شروع ہوگیا۔ڈاکٹر انور سدید کا خیال ہے کہ:

"اردو افسانے میں پریم چند کا نام منظر عام پر آنے سے بہت عرصے پہلے یلدرم اور حامد اللہ افسر کے چند ترجمہ شدہ افسانے چھپ چکے تھے۔ڈاکٹر معین الرحمٰن نے یلدرم کے ایک افسانے "نشہ کی پہلی ترنگ "کی نشاندہی کی ہے جو ۱۹۰۱ میں شائع ہوا۔" [۱۲]

سید احتشام حسین کا اس بارے میں کہنا ہے کہ:

" جہاں تک اردو میں مختصر افسانے کا تعلق ہے میں کسی حد تک یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بیسویں صدی کی پیداوار ہے۔بیسویں صدی میں ہم کو جو ابتدائی افسانہ نگار ملتے ہیں ان میں دو نام نمایاں نظر آتے ہیں ایک سجاد حیدر یلدرم کا دوسرا پریم چند کا۔دونوں کی افسانہ نویسی کی ابتدا کم و بیش ایک ہی زمانے سے ہوئی ہے۔پریم چند کا جو پہلا افسانہ ملا ہے وہ ۱۹۰۵ کا لکھا ہوا ہے عنوان ہے ”دنیا کے سب سے انمول رتن “اور انہوں نے اس افسانے کے بعد تحریروں میں خود بھی پہلا افسانہ قرار دیا ہے۔جو لوگ افسانوں پر کام کر رہے ہیں ان کو بھی غالباً اس سے پہلے کوئی افسانہ نہیں ملا ہے جس کو باقاعدہ افسانہ کہہ سکیں اس طرح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ۱۹۰۵ءسے اس کی باقاعدہ تاریخ شروع کر سکتے ہیں۔دوسرا شخص جس کا میں نے نام لیا سجاد حیدر یلدرم ہیں۔انہوں نے بھی مغربی ادب کے اثر سے ترکی کی افسانہ نویسی کا مطالعہ کرنے کی وجہ کیونکہ ترکی سے پہلے یورپ متاثر ہو چکا تھا۔بعض ترجمے پیش کئے تھے۔بعض افسانے لکھے تھے۔انہی سے ہم اردو افسانے کی ابتدا کرتے ہیں "۔ [۱۳]

اردو افسانے کی خوش نصیبی ہے کہ اسے ابتدا ہی سے دو فنکار یعنی پریم چند اور یلدرم مل گئے جنہوں نے اسے اپنے پیروں پر کھڑا کیا۔ ابتدائی افسانے اپنی حقیقت نگاری کی وجہ سے اہم ہیں۔اس وقت کے ہندوستان کے حقیقی زندگی ان افسانوں میں بے نقاب ہوتی ہے اور لوگوں میں سیاسی اور سماجی شعور کو بیدار کرتے ہیں۔

پریم چند کے ابتدائی افسانوں کا موضوع وطن کی محبت اور ہندوستان کی تمدنی معاشرتی زندگی اور آزادی کی جدوجہد ہے ، یلدرم کے ہاں ایک بالکل نیا رخ نظر آتا ہے وہ افسانوں میں عورت کے سماجی مقام کو پیش کرتے ہیں اور عورت و مرد کی محبت کے رومانی جذبے کو اجاگر کرتے ہیں۔ان کا مجموعہ خیالستان ان کے اسی نظریئے کو قارئین کے سامنے لاتا ہے۔۱۹۵۵ میں پروفیسر وقار عظیم نے بھی پریم چند کو پہلا افسانہ نگار قرار دیا۔

"ہندوئوں کا زاویہ نظر خالص سیاسی تھا مثلاً پریم چند کا پہلا افسانہ "دنیا کا سب سے انمول رتن "اسی سیاسی رجحان کا مالک تھا۔

۱۹۳۲ میں پریم چند نے اپنی ہندی ادبی مجلہ "ہنس" بنارس کے "آتم کتھا نمبر" کیلئے "جیون سار" کے عنوان سے اپنی قلم کاری کی روداد لکھی۔جس میں انہوں نے اپنے افسانے " دنیا کا سب سے انمول رتن" کو نہ صرف ۱۹۰۷ کی تخلیق قرار دیا بلکہ اس کی اشاعت رسالہ "زمانہ "کانپور ۱۹۰۷ میں بتائی۔پریم چند کے اس بیان کا اردو ترجمہ پہلی بار رسالہ "زمانہ" کانپور ۱۹۰۷میں بتا ئی۔پریم چند کے اس بیان کا اردو ترجمہ پہلی بار رسالہ "زمانہ" کانپور (مرتب ، دیا نرائن نگم) کے پریم چند مطبو عہ ۱۹۳۷میں شائع ہوا۔پریم چند کا کہنا ہے۔

میری سب سے اچھی کہا نی کا نام تھا " دنیا کا سب سے انمول رتن۔وہ ۱۹۰۷ رسالہ "زمانہ میں چھپی "

ڈاکٹر آغا مسعود رضا خاکی راشد الخیری کو اردو کا پہلا افسانہ نگار قرار دیتے ہیں:

> ۱۹۰۳میں مخزن میں راشد الخیری کا "۔نصیر اور خدیجہ " شا ئع ہوا۔جس کو اردو کا پہلا افسانہ سمجھا جاتا ہے۔(۱۴)

راشد الخیری کی کتاب "مسلی ہو ئی پتیاں " میں اس کا عنوان "بڑی بہن کا خط " ہے جو اس کتاب کے اولین ایڈیشن مطبوعہ عصمت بکڈپو۔دہلی طبع اول ۱۹۳۷ کے صفحہ ۲۸ تا ۲۳ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔مرزا حامد بیگ اپنی کتاب اردو کا پہلا افسانہ نگار میں لکھتے ہیں کہ:

> "دسمبر ۱۹۰۳ سے اگست ۱۹۰۵ تک راشد الخیری کے دو طبع زاد افسانے شائع ہو چکے تھے۔سجاد حیدر یلدرم نے اپنے دو افسانوں دوست کا خط اور غربت وطن کے ساتھ اکتوبر ۱۹۰۶ میں سامنے آئے اور سلطان حیدر جوش(افسانہ نابینا بیوی) دسمبر ۱۹۰۷ میں۔پریم چند کا پہلا افسانہ عشق دنیا اور حب وطن اپریل ۱۹۰۸ میں طبع ہوا۔(۱۵)

ڈاکٹر معین الرحمٰن نے اس بارے میں تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے۔

"پریم چند کو اردو کا پہلا افسانہ نگار بتا یا جاتا ہے۔خود پریم چند کا بیان ہے کہ

انہوں نے پہلے پہل ۱۹۰۷ میں کہانیاں لکھنی شروع کیں۔"دنیا کا سب سے انمول رتن "پریم چند کی پہلی کہا نی ہے۔کہا جا تا ہے کہ ۱۹۰۷ میں رسالہ "زمانہ" کانپور میں چھپی۔یلدرم پریم چند سے برسوں پہلے افسانہ نگاری شروع کر چکے تھے۔مجھے یلدرم کے ایک قدیم تر افسانے "نشہ کی پہلی ترنگ " کا سراغ ملا جو پہلی بار معارف علی گڑھ اکتوبر ۱۹۰۰ میں شائع ہوا۔یہ کرداری افسانہ تاثر کو وحدت ، کش مکش ، ابتداء ، عروج اور انجام کے واضح تصوریا بہ لفظ دگر اپنی افسانویت کے اعتبار سے بڑا موثر اور بھرپور ہے۔اب تک مطالعے کے مطابق اسے اردو کا اولین افسانہ کہا جا تا ہے اور اس طرح یلدرم واضح طور پر پریم چند سے پہلے اور یا دوسرے لفظوں میں اردو کے پہلے باقاعدہ افسانہ نگار قرار پاتے ہیں۔(۱۶)

ڈاکٹر جمال آر نظامی نے مختصر افسانے کے ارتقا میں یلدرم کے افسانے کو اردو کا پہلا افسانہ قرار دیا۔

"جدید تحقیقات کی روشنی میں اردو کے سب سے پہلے افسانہ نگار بھی یلدرم قرار پاتے ہیں ان کا پہلا افسانہ "احمد علی کا قصہ علی گڑھ منتھلی میں چھپی "۔(۱۷)

سید رضا علی بھی اس کی تائید کرتے اس میں مزید اضا فہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۶ سے ۱۸۹۹ تک معارف میں سجاد حیدر نے چند طبع زاد افسانے لکھے" ۔

اسی زمانے میں رسالہ مخزن کے شمار نمبر ۶ مارچ ۱۹۰۳ء میں ایک مضمون غلام بھیک نیرنگ کا بعنوان "اردو زبان اور افسانہ نگاری "کا شائع ہواجس میں انہوں نے یلدرم کے طویل افسانے "زہرا" کا بڑی تفصیل سے تنقیدی جا ئزہ لیا ہے۔اس سے ثابت ہے کہ یلدرم کے افسانوں کو اولیت حا صل ہے اور اس پر ناقدین نے اپنی آرا کا بھی اظہار کرنا شروع کردیا تھا۔یلدرم کے رومانی اسلوب کی بنا پر بعض لوگوں کو ان کے افسانے کو افسانہ کہنے میں تامل ہے۔خوبصورت اور حسین ماحول اور لہجہ کی بدولت وہ اسے زندگی سے دور داستانوں سے ہم خیال کرتے ہیں۔یلدرم کے زیادہ تر افسانے تر کی زبان سے ماخوذ ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے فطری اسلوب کی بناء پر وہ طبع زاد تخلیق معلوم ہوتے ہیں اور تخلیقی اسلوب کی سطح کے حامل ہیں ڈاکٹر قمر رئیس نے بھی اس ضمن میں اضا فہ کیا ان کا کہنا تھا کہ "پریم چند کو اردو افسانے کا بانی کہنا درست نہیں۔مختصر افسانے کے نمونے ان سے بہت قبل "دلگداز "، اودھ

پنج،معارف علی گڑھ ،ماہنامہ خاتون ، خدنگ نظر ، مخزن ، الفاظ بیسویں صدی لاہور اور دوسرے رسائل میں ملتے ہیں۔پریم چند نے پہلا افسانہ ''دنیا کا سب سے انمول رتن'' ۱۹۰۱ میں لکھا جب کہ سید علی محمد شکیل کی کہانی ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ دلگداز'' اکتوبر ۱۸۸۸ میں سجاد حیدر یلدرم کا پہلا افسانہ ''مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ' معارف علی گڑھ اگست ۱۹۰۰ میں اور علی محمد بانکی پور کا افسانہ ''ایک پرانی دیوار'' مخزن اپریل ۱۹۰۴ میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مطابق:

> ''اردو کا پہلا افسانہ پریم چند کا ''انمول رتن''نہیں بلکہ یلدرم کا ''نشہ کی پہلی ترنگ''ہے اس لیے خود پریم چند کے مطابق ان کا پہلا افسانہ زمانہ ۱۹۰۷ میں شائع ہوا۔اس سے سات سال قبل یلدرم کا افسانہ معارف علی گڑھ ۱۹۰۰ میں موجود ہے۔ [(۱۸)]

اردو افسانے کی تاریخ ایک صدی پر محیط ہے۔مغرب کے زیر اثر صنف نثر کا آغاز انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی شروعات میں ہوتا ہے۔یہ دور بر صغیر میں ذہنی ، معاشرتی تہذیبی اور سیاسی تبدیلیوں کا حامل تھا۔سر سید تحریک کے زیر اثر میں موضوعاتی تنوع اور مختلف اصناف کو فروغ حاصل ہوا۔داستانوی عہد کا خاتمہ اور طلسماتی و آرائشی انداز بیان کا رواج ختم ہوا۔اس کی جگہ زندگی کی صداقت اور حقائق نے لی۔خاص طور پر ناول اور افسانہ زندگی کی اصل صورت کو ہمارے سامنے لایا۔اپنی تمام فنی خصوصیات کے ساتھ اردو افسانے کا آغاز ہوا۔یہ اردو افسانے کی خوش نصیبی ہے کہ اسے ابتدا ہی میں اتنے اچھے افسانہ نگار مل گئے۔یلدرم، پریم چند، راشد الخیری اردو کے اہم نام ہیں۔ جن کے افسانوں سے رومانیت ، حقیقت پسندی جیسے عناصر شامل ہوئے۔پریم چند نے حقیقت نگاری اور واقعیت پسندی سے افسانوں کی دنیا تعمیر کی۔یلدرم نے فن کے حسن کارانہ اسلوب سے افسانے تخلیق کیے جبکہ راشد الخیری نے گھر اور سماج کی اخلاقی فضا کو افسانوں کا موضوع بنایا۔تینوں کے دائرہ کار الگ ہونے کے باوجود ہندوستان کی سماجی ، سیاسی اقتصادی ماحول سے تعلق رکھتے تھے اور قدیم ادب کے بجائے جدید ادب کے پیش رو تھے۔

حوالہ جات

۱۔ بحوالہ انور سدید ڈاکٹر مقدمہ مختصر اضافہ عہد بہ عہد ۱۹۹۲ص ۱۳

۲۔ بحوالہ سعود رضا خاکی ڈاکٹر، اردو افسانے کا ارتقاء مکتبہ خیال لاہور، ص ۱۰،اگست ۱۹۸۷ء

۳۔ اختر اورینوی تحقیق وتنقید ص ۱۱۳

۴۔ اختر انصاری اردو افسانے کا آغاز اور ابتدائی نشو نمامتمولہ اردو فکشن مرتبہ آل احمد سرور ۱۹۷۳ء

۵۔ انور سدید، ڈاکٹر اردو ادب کی مختصر تاریخ۱۹۹۸عزیز بک ڈپو ص

۶۔ پطرس بخاری بحوالہ مقالہ اردو کا پہلا افسانہ (از سید ڈاکٹر معین الرحمٰن) فنون۔غالب نمبر ۱۹۴۹ ص ۶۴ء

۷۔ معین الرحمٰن ، ڈاکٹر، ایضاً ص ۶۴ء

۸۔ بحوالہ نوٹ "خیالستان مرتبہ غلام حسین ذوالفقار

۹۔ انور سدید، ڈاکٹر اردو ادب کی مختصر تاریخ طبع سوم ۱۹۹۸ عزیز بک ڈپو لاہور ص ۳۷۲

۱۰۔ معین الرحمٰن، ڈاکٹر بحوالہ نوٹ خیالستان مرتبہ غلام حسین ذوالفقار

۱۱۔ انور سدید، ڈاکٹر اردو ادب کی مختصر تاریخ طبع سوم ۱۹۹۸ عزیز بک ڈپو لاہور ص ۳۷۳

۱۲۔ احتشام حسین، ڈاکٹر اردو افسانہ ایک گفتگو ، (مضمون) اردو نثر کا فنی ارتقا ، مرتبہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری۲۰۰۳الوقار پبلی کیشنز لاہور ص ۲۴

۱۳۔ سمپوزیم اردو افسانے میں روایت اور تجربہ ، متمولہ نقوش لاہور شمارہ ۵۳، ۵۴ ص ۱۰۲۷ جلد دوم ۱۹۵۵

۱۴۔ آغا مسعود رضا خاکی ، اردو افسانے کا ارتقاء طبع اول اگست ۹۸ ص ۱۵۵

۱۵۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر اردو کا پہلا افسانہ نگار ۱۹۹۲ ایجوکیشنل پریس پاکستان

۱۶۔ سید معین الرحمٰن، ڈاکٹر اردو کا پہلا افسانہ ضمیمہ خیالستان سجاد حیدر یلدرم ص ۵،۲ء

۱۷۔ جمال آرا نظامی مختصر افسانے کا ارتقاء ۱۹۸۵ص ۳۵

۱۸۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر افسانہ اور افسانہ نگار جنوری ۱۹۸۲ اردو اکیڈمی سندھ ص ٦